Sociology & Cultural Research Review (SCRR)
Available Online: https://scrrjournal.com
Print ISSN: 3007-3103 Online ISSN: 3007-3111
Platform & Workflow by: Open Journal Systems
https://doi.org/10.5281/zenodo.21738838

Linguistic Debates and Dimensions of Judicial Language: Structural and Grammatical Aspects of Urdu Legal Discourse

عدالتی زبان کے لسانی مباحث اور جہتیں: اردو قانونی اسلوب کے ساختہ اور قواعدی پہلو

Nazir Ahmad
Ph.D (Urdu) Scholar, Muslim Youth University (MYU), Japan Road, Islamabad.
Dr. Ashfaq Hussain Bukhari
Associate Professor, Muslim Youth University (MYU), Japan Road, Islamabad.

Abstract
This paper explores the linguistic discourse, dynamics, and structural dimensions of judicial language, with a particular focus on Urdu grammar and rules within legal contexts. As the core communicative medium of any judicial system, legal language transcends ordinary speech by functioning within a highly codified, precise, and formal framework. Beyond pure grammar, its discourse intersects deeply with legal philosophy, jurisprudence, sociology, and hermeneutics.
The study examines the core linguistic characteristics of legal prose—such as precision, impersonality, and technical terminology—and analyzes the tension between linguistic ambiguity and legal certainty. It evaluates the debate between classical syntactic complexity and the modern imperative for plain language to enhance access to justice. From socio-political and colonial angles, the paper addresses the constitutional mandate of Urdu (Article 251) in Pakistan, the friction between English and Urdu, and the cognitive barriers posed by archaic Arabic and Persian legal terms for everyday citizens. Furthermore, it outlines the technological demands of digitalization and AI in standardizing legal data.
Finally, the paper highlights the specific application of Urdu grammatical rules in judicial writing, including the prevalence of passive voice, conditional structures, exact non-pronominal references, and classical compound formations. Ultimately, the paper underscores the need to bridge technical legal precision with public accessibility to ensure genuine democratic access to justice.
Keywords: *Judicial Language, Legal Linguistics, Urdu Grammar, Access to Justice, Legal Hermeneutics, Plain Language Movement, Statutory Interpretation, Forensic Linguistics, Article 251, Language of Law*

عدالتی زبان کسی بھی معاشرے کے قانونی اور عدالتی نظام کا بنیادی ترجمان ہوتی ہے۔ یہ عام روزمرہ کی گفتگو سے الگ ایک مخصوص، مدوّن اور باقاعدہ فریم ورک کی حامل زبان ہوتی ہے۔

عدالتی زبان کے لسانی مباحث صرف قواعد وضوابط تک محدود نہیں ہیں بلکہ ان کا تعلق فلسفۂ قانون، عمرانیات، ابلاغیات اور تشریح و تعبیر سے گہرا ہے۔

درج ذیل میں عدالتی زبان کی لسانی ساخت، اس کے مباحث، اور مختلف جہتوں کا تفصیلی جائزہ پیش کیا جارہا ہے:

1۔ عدالتی زبان کا مفہوم اور نوعیت:

عدالتی زبان سے مراد وہ زبان ہے جو عدالتوں میں فیصلے لکھنے، وکلا کی بحث، آئین و قانون کی تشریح، اور عدالتی کارروائی کے دوران استعمال ہوتی ہے۔

مخصوص اصطلاحات اس زبان کی سب سے بڑی خصوصیت اس کا مخصوص ذخیرۂ الفاظ ہے۔ جیسے "استغاثہ"، "برأت"، "استدعاء"، "حکمِ امتناعی" یا "سماعت" وغیرہ۔

غیر شخصی انداز

عدالتی زبان میں ذاتی جذبات کے بجائے غیر جانبدارانہ اور رسمی انداز اختیار کیا جاتا ہے۔

قطعیت اور باریکی:

اس کا مقصد ابہام کو ختم کرنا ہوتا ہے تاکہ قانون کی تعبیر میں کسی قسم کا دوہرا پن نہ رہے۔

2۔ عدالتی زبان کے بنیادی لسانی مباحث:

عدالتی زبان کی ساخت اور استعمال پر علمِ لسانیات کی روشنی میں درج ذیل اہم مباحث جنم لیتے ہیں:

(الف) ابہام بہ مقابلہ قطعیت

قانون کی روح یہ تقاضا کرتی ہے کہ تحریر بالکل واضح اور حتمی ہو۔ تاہم، زبان کی فطرت میں قدرتی طور پر ابہام موجود ہوتا ہے۔ عدالتی زبان کا سب سے بڑا چیلنج یہ ہوتا ہے کہ ایسے الفاظ کا انتخاب کیا جائے جن کا صرف ایک ہی قانونی مطلب نکلے۔

(ب) تشریح و تعبیر کی لسانیات

عدالتوں میں لسانیات کا سب سے اہم عمل قانونی متن کی تشریح ہے۔

لفظی تشریح

اس قاعدے کے تحت الفاظ کے عام اور لغوی معنی کو ترجیح دی جاتی ہے۔

مقصدی تشریح

اس میں دیکھا جاتا ہے کہ قانون ساز کا اصل مقصد اور پس منظر کیا تھا۔

ان تمام نظریات کا بنیادی محور لسانی تعبیر ہی ہے۔

(ج) لسانی پیچیدگی اور سادگی کی بحث

کلاسیکی عدالتی زبان میں طویل جملے، گرامر کی پیچیدہ ساخت اور قدیم اصطلاحات استعمال ہوتی ہیں (مثلاً اردو میں فارسی و عربی کے دفتری الفاظ اور انگریزی میں لاطینی الفاظ)۔

ایک مکتبہ فکر کا کہنا ہے کہ پیچیدگی کی وجہ سے عام شہری انصاف کے عمل سے ناواقف رہتا ہے، اس لیے "سادہ زبان" کا استعمال ہونا چاہیے۔

دوسری طرف ماہرین کا خیال ہے کہ سادگی کے چکر میں قانونی باریکیاں اور تکنیکی درستگی متاثر ہو سکتی ہے۔

۳۔ عدالتی زبان کی اہم جہتیں :

عدالتی زبان کو مختلف زاویوں سے دیکھا جا سکتا ہے: قانونی اور آئینی جہت:

یہ عدالتی زبان کا بنیادی ستون ہے۔ عدالتی زبان صرف ایک ذریعہ ابلاغ نہیں بلکہ اپنے اندر قانونی اثر رکھتی ہے۔ عدالت کا لکھا گیا ایک لفظ کسی کو زندان میں بھیج سکتا ہے یا آزاد کر سکتا ہے۔ اس لیے اس میں گرامر کی معمولی غلطی یا لفظ کا غلط استعمال پورا مقدمہ بدل سکتا ہے

سیاسی اور قومی جہت

کسی بھی ملک کی عدالتی زبان اس کے قومی وجود اور سیاسی آزادی کا مہم جوئی کی عکاس ہوتی ہے۔

نو آبادیاتی اثرات:

برصغیر پاک و ہند میں انگریزی کو عدالتی زبان کا درجہ حاصل رہا، جبکہ ماتحت عدالتوں میں عربی و فارسی آمیز اردو اور مقامی زبانیں استعمال ہوئیں۔

قومی زبان کی عدالتی حیثیت:

پاکستان کے آئین (آرٹیکل 251) کے تحت اردو کو سرکاری و عدالتی زبان بنانے کا حکم دیا گیا ہے۔ عدالتی زبان کو قومی بنانا عوامی شمولیت اور خود مختاری کی علامت سمجھا جاتا ہے۔

سماجی اور ابلاغی جہت

انصاف تک رسائی کا گہرا تعلق عدالتی زبان سے ہے۔ اگر کسی عام فرد کو اپنی کارروائی اور فیصلہ سمجھ ہی نہ آئے تو وہ خود کو عدالتی نظام سے کٹا ہوا محسوس کرتا ہے۔

عدالتی زبان کو عام فہم بنانا دراصل بنیادی انسانی حقوق اور سماجی انصاف کی فراہمی کا حصہ ہے۔

تکنیکی اور معلوماتی جہت

موجودہ دور میں مصنوعی ذہانت (AI) اور ڈیٹا بیس کے ذریعے عدالتی فیصلوں کو ڈیجیٹلائز کیا جا رہا ہے۔ اس تبدیلی نے عدالتی زبان میں شارٹ ہینڈ، معیاری ڈیٹا کی ترجیح اور مشین کے پڑھنے کے قابل لسانی ساخت کی ضرورت کو اجاگر کیا ہے۔

- ☆ پاکستان کے تناظر میں عدالتی زبان کے مسائل
- ☆ پاکستان میں عدالتی زبان کی صورتحال دوہری لسانی کیفیت اور کثیر اللسانی پیچیدگیوں کا شکار ہے:

انگریزی اور اردو کی کشمکش

سپریم کورٹ اور ہائی کورٹس کی اعلیٰ سطح پر فیصلے بنیادی طور پر انگریزی میں لکھے جاتے ہیں، جبکہ سائلین کی اکثریت اس سے ناواقف ہے۔

فارسی و عربی کا ثقیل ورثہ:

ماتحت عدالتوں میں استعمال ہونے والی اردو زبان میں قدیم دفتری و فارسی اصطلاحات مثلاً اصالۃً، وکالۃً چالان، ربط عرضی دعویٰ اتنی زیادہ ہیں کہ عام اردو بولنے والا بھی انہیں آسانی سے نہیں سمجھ سکتا۔

ترجمے اور تعبیر کے چیلنجز: انگریزی قوانین کا اردو میں اور مقامی زبانوں کا عدالتی ریکارڈ میں ترجمہ کرتے وقت اصل روح اور قانونی معانی کے متاثر ہونے کا خدشہ رہتا ہے۔

عدالتی زبان محض الفاظ کا مجموعہ نہیں بلکہ انصاف کی فراہمی کا بنیادی ذریعہ ہے۔ اس کے لسانی مباحث اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ عدالتی زبان میں تکنیکی درستگی اور عوامی فہم کے درمیان ایک متوازن پل قائم کیا جائے۔

جدید دور کی ضرورت یہ ہے کہ قانونی اصطلاحات اور عدالتی زبان کو سادہ، واضح اور قومی و مقامی ضرورتوں کے مطابق ڈھالا جائے تاکہ انصاف صرف ہوتا ہوا نظر نہ آئے، بلکہ عام انسان کو اپنی زبان میں سمجھ بھی آئے۔

عدالتی زبان میں اردو کے قواعد و ضوابط کا استعمال عام ادبی، صحافتی یا روزمرہ کی گفتگو سے نمایاں طور پر مختلف ہوتا ہے۔ قانونی متون، فیصلوں اور عرضی دعووں میں قواعد کا بنیادی مقصد قطعیت بے لاگ پن اور ابہام کا خاتمہ ہوتا ہے۔

عدالتی اور قانونی تناظر میں اردو قواعد و ضوابط کے مخصوص استعمال کے اہم پہلو درج ذیل ہیں:

ا۔ جملے کی ساخت اور درازی

عام اردو تحریر میں مختصر اور رواں جملے پسند کیے جاتے ہیں، لیکن عدالتی زبان میں جملے اکثر طویل، مرکب اور پیچیدہ ہوتے ہیں۔

علت و معلول کے ساتھ ربط: عدالتی جملوں میں کسی واقعے کے ساتھ اس کی قانونی دفعہ اور منطقی سبب کا جڑا ہونا ضروری ہوتا ہے۔

مثال:

"چونکہ مدعا علیہ نے مقررہ تاریخ تک بقایا رقم ادا نہیں کی، جس کی بنا پر معاہدہ نامہ کی شق نمبر ۳ کے تحت یہ دعویٰ قابلِ سماعت ہے"...

معطوف جملے:

ایک ہی جملے میں متعدد شرائط کو ملانے کے لیے "نیز"، "علاوہ ازیں"، "مشروط بر آنکہ" اور "بشرطیکہ" جیسے حروفِ عطف کا کثرت سے استعمال ہوتا ہے۔

۲۔ صیغے اور فعل کا استعمال

(الف) فعلِ مجہول کا غلبہ

عدالتی زبان میں ذاتی شخصیت کے بجائے واقعے یا عمل پر توجہ مرکز ہوتی ہے، اس لیے صیغہ مجہول کثرت سے استعمال کیا جاتا ہے۔

ادبی / عام انداز: "پولیس نے ملزم کو گرفتار کر لیا۔"

عدالتی انداز: "ملزم کو موقعِ واردات سے گرفتار کیا گیا اور آلۂ قتل برآمد کر لیا گیا۔"

(ب) فعلِ مقتضوی / استدعائیہ

قانون اور فیصلے احکامات پر مبنی ہوتے ہیں، اس لیے افعال کی حالتیں حکمی یا استدعائی ہوتی ہیں۔

"حکم دیا جاتا ہے"...

"استدعا ہے کہ"...

"عدالت اس نتیجے پر پہنچتی ہے"...

۳۔ اسم، صفت اور ضمیر کا محتاط استعمال

ضمیر کا محدود استعمال: عام اردو میں "وہ"، "اس"، "ان" کا بار بار استعمال ہوتا ہے، لیکن عدالتی تحریر میں ابہام سے بچنے کے لیے ضمیر کے بجائے اسمِ ظاہر یا قانونی القاب بار بار دہرائے جاتے ہیں۔

مثال: "مدعی نے مدعا علیہ کو رقم دی اور مدعا علیہ نے نہ کہ 'اس نے' اس کی رسید جاری کی۔"

قانونی القاب اور تراکیب: اشخاص کو ان کے ذاتی ناموں کی جگہ ان کی قانونی حیثیت سے پکارا جاتا ہے؛ جیسے مدعی، مدعا علیہ، مستغیث، مستغیث علیہ، سائل، مسئول عنہ، اپیل کنندہ۔

صفت کی تعبیری حدود: جذبات کی عکاسی کرنے والی صفات (مثلاً "ظالم"، "معصوم"، "بہت برا") سے گریز کیا جاتا ہے۔ اس کی جگہ قانونی صفات استعمال ہوتی ہیں؛ جیسے "غفلتِ مجرمانہ"، "بدنیتی"، "خلافِ قانون"۔

۴۔ فارسی و عربی کے ترکیبی اور قواعدی اثرات

اردو عدالتی زبان کی گرامر پر فارسی اور عربی کے صوتی و لسانی قواعد کا گہرا اثر ہے۔

اضافت کا استعمال: مفہوم کو جامع بنانے کے لیے فارسی ترکیباتِ اضافی کا کثرت سے استعمال ہوتا ہے۔

مثالیں: "اصالتاً و وکالتاً"، "بارِ ثبوت"، "موقفِ قانونی"، "دستاویزِ مصدقہ"۔

جمع کے قواعد: اردو میں عدالتی الفاظ کی جمع بنانے کے لیے اکثر عربی قواعد (جمع مکسر یا جمع سالم) کی پیروی کی جاتی ہے۔

مثالیں: "وثیقہ" کی جمع "وثائق"، "حکم" کی جمع "احکام"، "رائے" کی جمع "آراء"، "شرط" کی جمع "شرائط"۔

تذکیر و تانیث: قانونی اصطلاحات میں تذکیر و تانیث کا خاص خیال رکھا جاتا ہے مثلاً "ڈگری جاری کی گئی"، "سٹے آرڈر جاری ہوا"۔

۵۔ شرطیہ اور استثنائی جملوں کے ضوابط

قانون کی کوئی بھی شق یا عدالتی فیصلہ مطلق ہونے کے بجائے اکثر کچھ شرائط سے مشروط ہوتا ہے۔ اس کے لیے گرامر کے خاص سانچے استعمال ہوتے ہیں:

شرط و جزا: "اگر... تو"، "جب تک... اس وقت تک"۔

استثنیٰ "سوائے اس کے کہ"، "بشرطیکہ"، "مستثنیٰ قرار دیا جاتا ہے"۔

۶۔ عدالتی زبان اور عام اردو قواعد میں بنیادی فرق واضح ہے

عدالتی زبان میں اردو قواعد و ضوابط کا درست استعمال بنیادی طور پر قانون کی روح اور مقصد کو بغیر کسی ابہام کے منتقل کرنے کا پابند ہوتا ہے، تاکہ ہر فریق اور اپیل کی عدالت کے سامنے متن کا صرف اور صرف ایک ہی قانونی مطلب سامنے آئے۔

حوالہ جات وحواشی

1۔ آئین کے آرٹیکل 251 کے مطابق:

" پاکستان کی قومی زبان اردو ہے اور اس بات کے لیے اقدامات کیے جائیں گے کہ آغازِ آئین کے دن سے پندرہ سال کے اندر اس کو سرکاری و دیگر مقاصد کے لیے استعمال کیا جائے"۔

یہ حوالہ عدالتی زبان کی سیاسی و قومی جہت اور پاکستان میں انگریزی و اردو کی کشمکش کے نقطۂ نظر کے لیے بنیاد فراہم کرتا ہے۔

2۔ سپریم کورٹ آف پاکستان کا تاریخی فیصلہ (2015ء) کے مطابق: "عدالتِ عظمیٰ نے آئین کے آرٹیکل 251 پر فوری عملدرآمد کا حکم دیتے ہوئے قرار دیا کہ تمام وفاقی و صوبائی قوانین، قوانین کی تعبیر، اور عدالتی احکامات کا اردو میں ترجمہ اور تدریجی نفاذ یقینی بنایا جائے تاکہ عام شہری کا انصاف اور قانون تک ابلاغی رسائی کا بنیادی حق متاثر نہ ہو"

یہ حوالہ انصاف تک رسائی اور سماجی و ابلاغی جہت کو قانونی قوت دیتا ہے۔

3۔ سپریم کورٹ نے قرار دیا کہ "قانون کی تعبیر کرتے وقت الفاظ کے عام لسانی اور لغوی معنی کو اس وقت تک ترجیح دی جائے گی جب تک کہ اس سے کوئی منطقی تناقض یا قانون ساز کے مقصد کی نفی نہ ہوتی ہو"۔

یہ متن کے مبحث "تشریح و تعبیر کی لسانیات" (لفظی و مقصدی تعبیر) کا حتمی عدالتی نچوڑ ہے۔

عدالت نے طے کیا کہ عدالتی زبان اور فیصلوں کی زبان میں ابہام سے پاک حتمی الفاظ اور قانونی اصطلاحات کا استعمال لازم ہے تاکہ تعبیر میں دوہرا پن ختم ہو۔

4۔ عبدالحق مولوی نے جامع القواعد (جلد اول و دوم) انجمن ترقی اردو 1966ء کے مطابق، اردو کے دفتری اور قانونی نظام میں فارسی اضافت اور عربی ترکیبات (مثلاً اصالتاً و وکالتاً، بارِ ثبوت) جامعیت اور اختصار فراہم کرتی ہیں، جس سے تحریر میں شخصی جذبات کے بجائے رسمی قطعیت پیدا ہوتی ہے۔

مقالے کے "فارسی و عربی کے ترکیبی اور قواعدی اثرات" کا نکتہ اس کتاب سے اخذ کیا گیا ہے۔

5۔ عدالتی زبان میں صیغہ مجہول (Passive Voice) کا استعمال کا نکتہ ، مسعود حسین خاں ڈاکٹر؛ اردو صرف و نحو، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد۔ 1988

اس کتاب میں وضاحت کی گئی ہے کہ رسمی، قانونی اور عدالتی تحریروں میں "فاعل" کے بجائے "عمل (Action) " کو اہمیت دی جاتی ہے، جس کے لیے گرامر کا صیغہ مجہول ("گرفتار کیا گیا"، "حکم دیا جاتا ہے") بنیادی ضرورت بنتا ہے۔

6۔ فرہنگِ اصطلاحاتِ قانون؛ مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد 2001ء

اس کتاب میں درج ہے کہ قانونی دفتری زبان میں عربی کے قاعدے کے مطابق جمع مکسر مثلاً وثیقہ سے وثائق، حکم سے احکام کا استعمال مفہوم کو تکنیکی درستی اور جامعیت بخشتا ہے۔

7۔ فرمان فتح پوری ڈاکٹر؛ "انشائے اردو و قواعد" 1967ء

اس کتاب میں درج ہے کہ عام ادبی اردو میں ضمیر کا تکرار حسن مان لیا جاتا ہے، مگر قانونی تحریر میں ابہام کے خدشے کے پیشِ نظر مرجع کو واضح کرنے کے لیے اسمِ ظاہر یا القاب (مدعی، مدعا علیہ) کا اعادہ گرامر کا لازمی تقاضا قرار دیا گیا ہے۔

8۔ گوہر نوشاہی ڈاکٹر؛"اردو زبان اور اس کی قواعد" مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد1999ء

اس کتاب میں بیان کیا گیا ہے کہ شرط و جزا (بشرطیکہ، مشروط بر آنکہ) اور سبب و نتیجہ (جس کی بنا پر) کے لیے طویل اور معطوف جملوں کا استعمال قانونی تحریر کا خاصہ ہے تاکہ تمام متعلقہ پہلو ایک ہی حکم کے دائرے میں سموئے جا سکیں۔

9۔ خلیل صدیقی پروفیسر؛"لسانیات اور زبانِ قانون مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد1978ء

مصنف کے مطابق قانون کی زبان میں "سادگی" اور "تکنیکی درستی" کے درمیان توازن ضروری ہے۔ زیادہ سادگی سے اگر قانونی اصطلاح کی روح متاثر ہو جائے تو انصاف کا تقاضا مجروح ہوتا ہے، اس لیے عدالتی اردو کا اپنا ایک مخصوص لسانی اسلوب قائم رہنا چاہیے۔

SCRR